107472 ـ فوت شده شوہر كے بچوں كى پرورش اور بيوه كى شادى ميں رغبت كرنا

سوال

ميرا خاوند فوت ہو چكا ہے، اب ميرے بچے كس كے ساتھ رہينگے ميرے ساتھ يا كہ ميرے سسرال والوں كے ساتھ ؟

اور اگر ميں اپنے ملك جانا چاہوں تو كيا ميں اپنے بچوں كو ساتھ لے جاؤں يا كہ سسرال والوں كے پاس چھوڑ جاؤں ؟

كيا ميرے سسرال والوں كوميرے بچوں كى پرورش اور تربيت كا حق حاصل ہے ؟

اگر بيوه آگے شادى كرنا چاہے تو كيا اسے اپنے خاوند كى يتيم اولاد كى پرورش كرنے كا حق حاصل ہو گا ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اول:

چھوٹے بچوں كى پرورش كا معنى يہ ہے كہ ا نكى حفاظت اور ديكھ بھال كى جائے اور ان كى مصلحت كا خيال ركھا جائے، اور انہيں ضرر دينے اور تكليف دينے والى اشياء سے بچايا جائے.

علماء كرام اس پر متفق ہيں كہ اگر خاوند فوت ہو جائے يا پھر طلاق ہو جائے تو شعور اور تميز كى عمر كو پہنچنے تك بچوں كى پرورش كا سب سے زياده حق ماں كو ہے.

الموسوعة الفقهية ميں درج ہے:

" اگر خاوند اور بيوى كا نكاح قائم ہے تو بچوں كى پرورش دونوں مل كر كرينگے، اور اگر ان ميں عليحدگى ہو جاتى ہے تو پھر سب كا اتفاق ہے كہ بچے كى ماں كو پرورش كا حق حاصل ہے كيونكہ حديث ميں وارد ہے كہ:

" ايك عورت نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس آئى اور عرض كرنے لگى:

اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم ميرے اس بيٹے كے ليے ميرا پيٹ اس كے ليے رہنے كى جگہ تھى، اور ميرى چھاتى اس كى خوراك كا باعث تھى، اور ميرى گود اس كى حفاظت كى جگہ تھى، اور اس كے باپ نے مجھے

طلاق دے دی ہے، اور اب اس کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

" تم جب تك نكاح نہيں كرتی اس كی زيادہ حقدار ہو " انتہی

دیکھیں: الموسوعۃ الفقھیۃ (17 / 301 - 302).

پرورش میں بچے کی مصلحت کو مدنظر رکھا جائیگا، کیونکہ ہو سکتا ہے پرورش کا حقدار شخص فاسق ہو یا پھر بچے کی تربیت اور اس کی مصلحت پوری نہ کر سکتا ہو، یا پھر وہ کوتاہی کرنے والا اور بچہ کو ضائع کر دینے والا ہو، تو یہاں اس صورت میں پرورش کا حق اس کے بعد والے کو منتقل ہو جائیگا.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اور حدیث ـ یعنی " جب تك تم نكاح نہ كرو تو تم اس (بچے) كی زيادہ حقدار ہو " اس پر دلالت کرتی ہے کہ جب ماں اور باپ میں علیحدگی اور جدائی ہو جائے اور ان کی اولاد ہو تو باپ کی بجائے ماں اس کی زیادہ حقدار ہے، جب تك ماں میں کوئی ایسا مانع نہ پایا جائے جو اسے مقدم کرنے سے روکے، یا پھر بچے میں ایسا وصف پایا جاتا ہو جو اس کے لیے اختیار کا متقاضی ہو، اس مسئلہ میں کوئی نزاع نہیں پایا جاتا "

دیکھیں: زاد المعاد (5 / 435).

اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" یہ علم میں رکھیں کہ ان مسائل میں ہر چیز سے قبل پرورش کیے جانے والے بچے کا خیال رکھا جائیگا، اگر وہ کسی ایك كے ساتھ جائے یا کسی ایك كے ساتھ باقی رہے اور اس پر اس کے دین یا دنیا کے معاملہ میں ضرر و نقصان ہوتا ہو تو اسے اس کے ہاتھ میں نہیں رہنے دیا جائیگا جو اس کی حفاظت نہیں کر سکتا، اور اس کی مصلحت کو پورا اور اس کی اصلاح نہیں کرتا؛ کیونکہ پرورش کا اساسی مقصد اور غرض بچے کو ضرر اور تکلیف دہ اشیاء سے محفوظ رکھنا اور اس کی ضروریات و مصلحت پوری کرنا ہے "

دیکھیں: الشرح الممتع (13 / 545).

مزید آپ سوال نمبر (20473) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور جب ماں شادی کر لے تو علماء کرام کا اجماع ہے کہ اس کا حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے.

اس کا تفصیلی بیان سوال نمبر (20705) کے جواب میں گزر چکا ہے آپ اس کا مطالعہ کریں.

فقہاء کرام اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ ماں کے بعد حق پرورش کس کو منتقل ہو گا، چنانچہ جمہور علماء کرام کہتے ہیں کہ حق پرورش نانی کو منتقل ہو جائیگا، لیکن شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد ابن قیم رحمہما اللہ نے اس کی مخالفت کی ہے، ان کا کہنا ہے کہ:

حق پرورش باپ کو منتقل ہو جائیگا، پھر جب وہ دونوں بچے کے قرب میں برابر ہیں تو باپ کی جانب مقدم ہو گی، اس لیے دادی کو نانی پر مقدم کیا جائیگا، اور خالہ پر پھوپھی مقدم ہو گی، اسی طرح باقی میں بھی.

رحمہ اللہ کہتے ہیں:

.... چھوٹے بچے کے برخلاف کیونکہ اس لیے کہ اس کے لیے ماں زیادہ بہتر ہے؛ کیونکہ عورتیں چھوٹے بچوں پر زیادہ رحمدل ہوتی ہیں، اور اس کو خوراك دینے کا انہیں زیادہ علم ہوتا ہے اور اسے اٹھانے کی زیادہ خبر رکھتی ہیں اور اس پر انہیں صبر بھی زیادہ حاصل ہوتا ہے، اور وہ زیادہ مہربانی ہوتی ہیں، لہذا ماں اس جگہ زیادہ قادر اور خبر رکھنے والی اور رحم کرنے والی اور زیادہ صبر کرنے والی ہو گی، اس لیے شریعت نے چھوٹے بچے کے حق میں جسے ابھی تمیز نہ ہو ماں کا خیال رکھا ہے.

لیکن یہ باقی ہے کہ آیا انہیں شارع نے اس لیے مقرر کیا ہے کہ پرورش میں ماں کا قرب باپ کے قرب پر مقدم ہے ؟ یا کہ عورتیں مردوں سے پرورش کے مقصد کو زیادہ پورا کرنے والی ہوتی ہیں ؟

اس میں علماء کے دو قول ہیں: ان دونوں کا معاملہ ماں کے رشتہ دار عصبہ کی عورتوں کی تقدیم سے ظاہر ہوتا ہے: مثلا نانی اور دادی، ماں کی جانب سے بہن، اور باپ کی جانب سے بہن اور مثلا پھوپھی اور خالہ وغیرہ، اس میں دو قول ہیں، اماح احمد سے دو روایتیں ہیں، اور دلیل و حجت میں راجح قول یہ ہے کہ:

عصبہ کی عورتیں مقدم ہونگی، الخرقی نے بھی اپنی مختصر میں خالہ اور پھوپھی کے بارہ میں ذکر کیا ہے، اس بنا پر: دادی نانی پر مقدم ہو گی، اور باپ کی جانب سے بہن کو ماں کی جانب سے بہن پر مقدم کیا جائیگا، اور پھوپھی خالہ پر مقدم ہو گی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے، اور باپ کی جانب سے مرد ماں کی جانب سے مردوں پر مقدم ہونگے، اور باپ کی جانب سے بھائی ماں کی جانب سے بھائی پر اور چچا ماموں سے اولی ہے...

شارع نے احکام میں سے کسی بھی حکم میں ماں کے قرابت داروں کو مقدم نہیں کیا، لہذا جس نے انہیں پرورش میں مقدم کیا اس نے شریعت کے اصول کی مخالفت کی، لیکن ماں کو اس لیے مقدم کیا گیا ہے کہ وہ عورت ہے، اور جنس عورت پرورش میں مردوں پر مقدم ہیں.

اس کا تقاضا ہے کہ دادی کو دادے پر مقدم کیا جائے جس طرح ماں کو باپ پر مقدم کیا ہے، اور اس کی بہنوں کو اس کے بھائی پر مقدم کیا جائیگا، اور اس کی پھوپھیوں کو چچاؤں پر مقدم اور اس کی خالہ کو ماموں پر مقدم کیا جائے، اور یہ قیاس اور اعتبار صحیح ہے.

رہا ماں کی جانب سے جنس عورت کو باپ کی جانب سے عورتوں پر مقدم کرنا تو یہ اصول اور عقل کے بھی مخالف ہے.

دیکھیں: مجموع الفتاوی (34 / 122 - 123).

اور رہا آپ کا اپنے بچوں سمیت سفر کرنا تو اس کے متعلق سوال نمبر (21612) کے جواب میں بیان ہو چکا ہے کہ اگر اس سفر میں ان پر کوئی ضرر و نقصان نہ ہو تو پرورش کا حق آپ کو ہے اور وہ سفر سے ساقط نہیں ہو گا.

اوپر جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ:

1 - سسرال سے آپ اپنی اولاد کی پرورش اور دیکھ بھال اور تربیت کے زیادہ حقدار ہیں.

2 - اگر آپ شادی کر لیں تو آپ کا حق پرورش ساقط ہو جائیگا، اور اولاد اپنی دادی کی طرف منتقل ہو جائیگی، اور اگر دادی نہ ہو تو پھر نانی کے پاس جائینگے.

3 - اولاد کے ساتھ آپ کا سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ اس وقت ہے جب اس سفر میں ان پر کوئی ضرر نہ ہو.

ہم آپ کو درج ذیل نصیحت کرتے ہیں:

اپنی اولاد کی اچھی تربیت اور دیکھ بھال کریں، اور اپنے سسرال والوں سے حسن سلوك کے ساتھ پیش آئیں اور ان سے قطع تعلق مت کریں، اور نہ ہی اپنی اولاد کو ان سے قطع تعلقی کرنے دیں، اور پوری سنجیدگی کے ساتھ شادی کے متعلق سوچیں کیونکہ اس میں ہی آپ کی عفت و عصمت ہے، اور آپ کا اولاد سے تعلق منقطع نہیں ہو گا، امید ہے اللہ تعالی آپ کو اور نیك و صالح اولاد سے نوازے گا.

واللہ اعلم .